۲۰۔حضرت صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۵۹۲ھ مولد: کوتوال، ملتان

تاریخ وفات: ۱۲ یا ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ مدفن: پیران کلیر شریف متصل رڑکی ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

حضرت صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات چل رہے تھے۔ان سب کے یہاں قدرِ مشترک ایک چیز ملتی ہے، استغراق، کہ وہ ایسے کھو جاتے ہیں، ایسے کھو جاتے ہیں کہ انہیں کسی چیز کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

میں نے مثال ایک بیان کی کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے پیر صاحب مولانا طلحہ صاحب کچھ پوچھتے ہیں، جا کر کوئی بات عرض کرتے ہیں، تو حضرت پوچھتے ہیں، کون؟ اپنے بیٹے کو، دیکھ رہے ہیں، نظر بھی اس وقت ٹھیک تھی، پھر بھی پوچھتے ہیں، کون؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ طلحہ۔ پھر پوچھتے ہیں، کون؟ تین چار دفعہ کے بعد نزول ہوتا تھا۔

میں نے مثال بیان کی تھی کہ فیصل آباد میں قرآن شریف، میں اعتکاف کے پردے میں حضرت کے پاس پڑھ رہا ہوں۔ تو حضرت نے گردن اٹھائی مراقبہ سے، پوچھا کون؟ عرض کیا یوسف۔ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف ہے۔ تو پوچھا کونسا قرآن شریف؟ قرآن شریف نام کس چیز کا ہے، ادھر ذہن جا ہی نہیں رہا۔ وہ نیچے اتریں تو جائے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تبتل

اسی لئے غالباً اسی کے ساتھ میں نے حضرت مولانا اشرف صاحب پشاور یونیورسٹی کے لکچرار

(lecturer) اور حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں اور جنرل ضیاء صاحب نے جو ایک اسلامی قوانین کے لئے کونسل بنائی تھی، اس کے وہ رکن تھے، ان کا قصہ سنایا تھا کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے حالات ہم جمع کر رہے تھے، تو پوچھنے لگے کہ کہاں تک سلسلہ پہنچا؟

میں نے عرض کیا کہ حضرت کی کاپی ہے، اس میں کچھ اقتباسات ہیں جو بخاری شریف میں جگہ جگہ سے ہم نے کچھ منتخب کئے ہیں۔ اس میں باب الاضطجاع قبل صلوۃ الفجر، صحیح بخاری میں ایک باب آتا ہے، تو وہاں کا اقتباس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد سے فارغ ہو کر، فجر کی سنت پڑھ کر فرض سے پہلے لیٹ جاتے تھے۔

یہ اضطجاع اور فرض سے پہلے اور سنت کے درمیان لیٹنا، بتایا تھا کہ ابن حزم کے نزدیک فرض ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ شرطِ صحتِ صلوٰۃ اللیل ہے کہ اگر یہ اضطجاع نہ ہو، تو رات کی تہجد اور تراویح سب باطل۔ کسی نے کہا کہ واجب ہے، کسی نے کہا سنتِ مؤکدہ ہے، کسی نے کہا کہ سنت ہے، ہمارے یہاں مستحب ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدعت ہے۔

یہ تمام اقوال وہاں آتے ہیں۔ پھر آگے اس کی علتیں سب الگ الگ بیان کرتے ہیں کہ جن کے یہاں اس کا فرض کا یا شرطِ صحتِ صلوۃ کا درجہ ہے، یا وجوب کا درجہ ہے، یا سنیت کا درجہ ہے، تو کیوں اضطجاع ہے؟ فلاں نے یہ بیان کیا، فلاں نے یہ بیان کیا، کرتے، کرتے، میں نے جب ان کو یہ سنایا کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے چکی کا پاٹ، حضرت کی اپنی رائے کو چکی کے پاٹ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے، اس کا بھی شانِ نزول ہے۔

حضرت فرماتے تھے کہ میری رائے یہ ہے کہ ساری رات مناجات مع الرب، اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات میں گزری، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اوپر پہنچ جاتے تھے کہ نیچے آنے میں بہت دیر لگتی تھی۔

چٹان سرمہ بن جاتی

پھر اس پر واقعات سنائے حضرت نے بزرگانِ دین کے کہ جب وہ فارغ ہوتے تھے اپنی عبادت سے، تو دیکھنے والے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتے تھے۔ تو ایک بزرگ کا قصہ بیان کیا تھا کہ ان کے حجرہ کے سامنے چٹان رکھ دی جاتی تھی۔ جیسے ہی وہ فارغ ہو کر دروازے کی طرف ایک نگاہ فرماتے، تو پتھر کی وہ زبردست چٹان سرمہ بن جاتی تھی۔ وہ اگر کوئی انسان سامنے اس وقت آجائے تو ہلاک ہو جاتا۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کا اثر

خود حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے یہاں بھی ہم نے اس کو بہت دیکھا۔ پھر وہاں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ سنایا تھا کہ حضرت شیخ جب رائے پور تشریف لے جاتے، تو معمول یہ تھا کہ اسی حجرہ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی ایک کونہ میں ہوتی تھی، تو جو حضرات وہاں کا معمول جانتے ہیں، ان کو تو پتہ ہے کہ کس وقت حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی جا سکتی ہے، کس وقت پہنچ سکتے ہیں، کس وقت نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اپنے مراقبہ میں مشغول اور اچانک کوئی نو وارد دروازہ کھول کر پہنچ گیا، تو جیسے ہی کھڑکا ہوا تو حضرت نے، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ فرمائی، تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت کی نگاہ سے لے کر اس شخص تک، اس دروازہ تک ایک زبردست نور۔ تو میں کہا کرتا ہوں کہ وہ تو اس شخص کا مقدر کہ وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، تو حضرت نے اس کو بچا لیا۔ ورنہ وہ جو ایک نگاہ سے جو جلال نور کی شکل میں نکل رہا تھا، جس طرح ان بزرگ کے یہاں چٹان سرمہ بن جاتی تھی، تو پتہ نہیں اس شخص کا کیا حال ہوتا۔

خواجہ صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا تحفظ

آج جن کا تذکرہ ہے، خواجہ صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ ان کی وفات کے بعد کا قصہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام ہے، وَ تِلْکَ الایَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ، کبھی کعبہ میں بت رکھے ہوئے ہیں، کبھی وہ شیعے آتے ہیں، حجرِ اسود نکال کر کے لے جاتے ہیں، پھر آ جاتا ہے۔ تو یہ اتار چڑھاؤ دنیا میں ہوتا رہتا ہے، تو اس علاقہ میں بھی کسی زمانہ میں مسلمان تھے اور حضرت کی خانقاہ آباد تھی۔ پھر حضرت کا مزار یہاں پر ہے۔ عرصہ بعد وہاں انقلاب آیا اور صرف ہندو آباد ہو گئے، تو کسی نے حضرت کے مزار کے ساتھ گستاخی کی کوشش کی۔

فرماتے ہیں کہ ایک ظاہری انتظام تو یہ ہوا کہ وہاں جب کوئی شخص جاتا تھا برے ارادے سے، تو دور سے دیکھتا کہ ایک شیر چکر لگا رہا ہے۔ اور یہ تو اسی شخص کے لئے تھا کہ جو کوئی بری نیت سے پہنچتا۔

لیکن مسلم، غیر مسلم، دوست، دشمن، سب کے لئے ایک قدرِ مشترک جو چیز اس کے بعد وہاں پیدا ہو گئی تھی، وہ یہ کہ رات ہو، دن ہو، کسی وقت بھی ہر وقت ایک شعلہ آگ کا نظر آتا تھا، جس طرح آگ جل رہی ہو اور اس کی لپیٹیں اوپر تک، آسمان سے باتیں کر رہی ہوں، اس طرح شعلے نظر آتے تھے۔ اب جو جانا چاہتے تھے وہ بھی ڈرتے تھے، دل سے سمجھتے تھے کہ یہ حضرت کی کوئی کرامت ہے۔ مگر وہ جا نہیں سکتے، ڈرتے ہیں۔

مزارات کی مٹی کی مہک

برسہا برس یہ سلسلہ رہا۔ حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تشریف لے گئے، جیسے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد قصہ مشہور ہے کہ ان کی قبر پر جو مٹی ڈالی گئی، تو ابھی ڈال کر فارغ نہیں ہوئے کہ اس میں سے خوشبو شروع ہوئی۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی تدفین کے بعد قبر کی مٹی سے خوشبو آتی تھی۔ حضرت مولانا طلحہ

صاحب کے کپڑوں میں یہ خوشبو بسی ہوئی تھی۔ شیخ عبداللہ دہلوی کے کپڑے اب تک بھی وہاں دہلوی خاندان میں، مدینہ منورہ میں ہوں گے۔ تو یہ خوشبوؤں کا سلسلہ تدفین کے بعد قبر کی مٹی سے ابتداء سے لے کر آج تک چل رہا ہے۔

یہ خوشبو مولانا موسیٰ بازی روحانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مٹی سے آئی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد عرصہ تک آتی رہی۔

نور کے عمودی ستون

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مٹی کی خوشبو کی تو شہرت ہے۔ مگر ایک دوسری ان کی کرامت ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد رات دن ہر وقت آپ کی قبر سے لے کر آسمان تک نور کے عمودی ستون نظر آتے تھے۔ دور سے، سینکڑوں میل دور کسی کو پہنچنا ہو، تو وہ نور، اس کی سمت میں وہ چل کر پہنچ سکتا تھا۔ ایک طویل مدت کے بعد کسی کی دعا سے یا حکمتِ الٰہیہ کہ وہ موقوف ہوا۔

اسی طرح حضرت صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو شعلہ ہر وقت نظر آتا تھا، تو حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ جا کر مراقب ہوئے اور مراقبہ میں جب ملاقات ہوئی، تو درخواست کی کہ حضرت، ایک درخواست ہے۔ پوچھا کیا؟ حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ جو کرامت ہے، یا حکمتِ الٰہی ہے، یہ جو شعلہ نظر آتا ہے، کہتے ہیں یہ اگر موقوف ہو جائے تو بہتر ہے۔ تو اس دن سے وہ موقوف ہوا۔ وہ دن اور آج کا دن، وہ شعلہ موقوف ہو گیا۔

انقطاع الی اللہ اور استغراق

جیسے سب کے یہاں خوشبوئیں، نور، شعلے، کرامتیں ایک جیسی، اسی طرح ان سب کے یہاں، ہر وقت استغراق رہتا تھا۔ اور اس درجہ کا استغراق کہ ایک دفعہ آپ کے ایک پیر بھائی ملتان میں

اپنے پیرومرشد سے اجازت مانگتے ہیں کہ حضرت، آپ کے یہاں ہر وقت ہم تذکرہ سنتے ہیں آپ کے خلفاء میں سے، خواجہ صابر پیا کا بہت خصوصی تذکرہ ہوتا ہے۔

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے یہاں جب ہم لوگ تھے، تو حضرت کی توجہ ہم محسوس کرتے تھے کسی کی طرف گفتگو میں، خطوط میں، تذکرے میں، تو اسے ہم نمبر دے سکتے تھے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک، حضرت کی نگاہ میں سب سے مقرب کون کون ہیں؟ نمبر دو، تین، چار، پانچ دے سکتے تھے۔ خصوصی خدام میں یہ معروف تھا۔

اسی طرح وہاں خدام سنتے تھے کہ حضرت کے یہاں بڑا تذکرہ ہے خواجہ صابر پیا کا، تو ایک دفعہ اجازت مانگی کہ حضرت کی اجازت ہو، تو میں ملتان سے سفر کر کے کلیر جاؤں۔ فرمایا جا سکتے ہو۔ وہ کلیر پہنچے۔ جب پہنچے، سلام کیا۔ جواب ملا وعلیکم السلام۔ پوچھا بھی نہیں کہ آپ کون؟ کہاں سے آئے؟ فرصت کہاں ان سب جھگڑوں کی۔

انہوں نے جب عرض کیا کہ میں ملتان سے آپ کے پیرومرشد کا ایک مرید حاضر ہوا ہوں، صرف اتنا پوچھا میرے حضرت کیسے ہیں؟ عرض کیا اچھے ہیں۔ اس کے بعد پھر گردن جھک گئی۔ وہ کئی دن رہے، مگر نہ بات چیت، نہ کوئی گفتگو ہے۔

ہاں، پہلے دن صرف اتنا فرمایا اپنے خادم سے، جب یہ معلوم ہوا کہ میرے پیرومرشد کے خادم ملتان سے مہمان آئے ہیں، فرمایا کہ گولر میں آج ذرا نمک ڈال دینا، مہمان آئے ہیں۔ گولر جس کو صاحبِ مال لوگ پھل کے طور پر پسند نہیں کرتے، غرباء کا پھل ہے۔ پھر یہ ملتانی خادم حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حاضر ہوئے۔

جب یہ طویل سفر کے بعد واپس ملتان جب پہنچے، تو شیخ نے پوچھا کہ جا کر آئے؟ کیسا پایا ان کو؟ فرمایا، وہ تو بس ہر وقت مراقبہ میں ہوتے ہیں، نہ کوئی گفتگو کر سکتا ہے، نہ کوئی پوچھ سکتا ہے، نہ استفادہ کر سکتا ہے۔

فرمایا کہ ہمارے متعلق بھی کچھ پوچھا؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا، کچھ بھی نہیں؟ صرف اتنا پوچھا تھا

کہ میرے حضرت کیسے ہیں؟ تو جب یہ سنا میرے حضرت کیسے ہیں؟ تو پیر خود اپنے مرید کے اس سوال پر رو پڑے اور چیخ کر روتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ جہاں سے ان کا صرف اتنا پوچھ لینا کہ میرے حضرت کیسے ہیں، یہ بہت غنیمت ہے۔

جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا، حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا اس لئے تھا کہ زمین کے اوپر تھوڑی دیر لیٹتے تا کہ ارضیت پیدا ہوجائے کہ ملأِ اعلیٰ کے ساتھ، ذات حق کے ساتھ اس قدر اتصال ہوگیا تھا کہ صحابہ کرام استفادہ نہیں کر سکتے تھے، اور تا کہ ان کے ساتھ گفتگو فرماسکیں، نیچے آجائیں۔ اس لئے ارضیت پیدا کرنے، ملکوتیت میں کمی کی غرض سے زمین پر لیٹتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذاتِ عالی کے ساتھ اس قدر لولگانے کی توفیق عطا فرمائے۔